Analysis of the Torture and Custodial Death
(Prevention and Punishment) Act 2021

تشدداورحراستی اموات(روک تھام اورسزائیں)ایکٹ2021

بیان اغراض وجوہ:

یہ بل وزیرداخلہ شیخ رشید احمد نے قومی اسمبلی میں پیش کیا ہے۔اس بل کے بیان اغراض وجوہ میں یہ کہا گیا ہے کہ یہ ریاست کا فرض ہے کہ وہ اپنے شہریوں کو ہر قسم کے تشدد کے خلاف براہ راست یا ادارہ جاتی طریقہ کار کے ذریعے تحفظ اور منصفانہ سماعت مقدمہ کا حق فراہم کرے۔مزید برآں، پاکستان نے تشدد اور دیگر ظالمانہ، غیرانسانی اور ہتک آمیز سلوک یا سزا کے خلاف یو این کنونشن (UNCAT) the United Nations Convention Againsg Tortutre and other Cruel، اور the International Covenant on Civil and Political rights (ICCPR) 2010 کی توثیق بھی کر رکھی ہے۔(گویا پاکستان ان پر عمل درآمد کا پابند ہے کہ وہ ان معاہدات کے تحت تشدد کی روک تھام کرے) یہ دونوں معاہدے کسی بھی شخص کے حق ووقار کی حفاظت کرتے ہیں جسے حراست میں رکھا گیا ہو۔آئینی دفعات اور ضمانتوں کے باوجود، پاکستان کے فوجداری قانون نظام میں تشدد کی کارروائیوں کی کوئی درست تعریف یا سزا نہیں ہے۔لہذا بل کا مقصد یہ ہے کہ سرکاری اہلکاروں کو زیر تحویل اشخاص کے خلاف تشدد، دوران تحویل موت اور دوران تحویل زناء بالجبر کی کاروائیوں کے لئے سزا دینا اور ان کی روک تھام کرنا ہے اور مذکورہ کارروائیوں کے متاثرین کو قانونی چارہ جوئی فراہم کرنا ہے۔

دفعہ 1 مختصر عنوان، وسعت، نفاذ:

دفعہ 1 میں یہ بتایا گیا ہے کہ یہ قانون پورے ملک کے ہر شہری پر لاگو ہوگا۔

دفعہ 2 تعریفات:

اس دفعہ میں مختلف تعریفات بیان کی گئی ہیں۔ان میں متاثرہ، شکایت، شکایت کنندہ، کسٹڈی (تحویل)، زیر تحویل موت، تشدد، زیر تحویل زناء بالجبر اور سرکاری عہدہ دار جیسی اہم تعریفات شامل ہیں۔

دفعہ 3 تشدد کے ذریعے حاصل کردہ بیان کی حیثیت:

سرکاری عہدیدار کی جانب سے اذیت یا ظلم، غیر انسانی یا ذلت آمیز برتاؤ کے نتیجے میں حاصل کروہ کوئی بیان، معلومات یا اقبال جرم کرنے شخص کے خلاف کسی کارروائی میں نا قابل ادخال (نا قابل قبول) ثبوت ہوگا۔ مزید یہ کہ ایسا سرکاری عہدہ دار ایسا کوئی بیان اس طرح استعمال کرتا ہے تو سزا کا مستوجب ہوگا جو کہ 1 سال سے زائد نہ ہو سکے گی، یا پھر جرمانہ، جو کہ ہزار روپے سے زائد نہ ہو سکے گا یا پھر دونوں سزائیں ہونگی۔

دفعہ 4 خواتین کی تحویل:

اس دفعہ کے تحت کسی خاتون کو کوئی مرد سرکاری عہدہ دار اپنی حراست میں نہیں لے گا نہ کسی بھی جرم یا ملزم کی بابت ثبوت حاصل کرنے کی غرض سے کسی خاتون کو حراست میں لیا جائے گا۔

دفعہ 5 جرائم کی تفتیش:

اس دفعہ کے تحت ایجنسی کو اس قانون میں موجود ایسے جرائم کی تفتیش کا اختیار حاصل ہوگا۔ عدالت کے حکم پر دورانِ تفتیش ایجنسی کو وہی اختیارات حاصل ہونگے جو کہ Federal Investigation Agency Act 1974 میں موجود ہیں۔ اس دفعہ میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اگر دوران جسمانی ریمانڈ اگر اس جرم کے ارتکاب کے ثبوت نظر آئے تو مجسٹریٹ میڈیکولیگل سٹیفکیٹ کا حکم دے گا۔ اگر ایسے معائنے کے نتائج تشدد کا انکشاف کریں تو مجسٹریٹ ایجنسی کو مشتہر کریگا کہ ایسے جرم کی تفتیش کرے۔

دفعہ 6 مقدمات کا ٹرائل:

سیشن عدالت کو اس قانون کے تحت جرائم کے ٹرائل کا اختیار سماعت حاصل ہے۔

دفعہ 7 سرکاری عہدیدار کے تبادلہ یا معطّلی کے بارے میں متعلقہ حکومتی ادارے کو آگاہی:

ایجنسی، ایسے سرکاری ملازم جس پر اس قانون کے تحت تفتیش چل رہی ہو کے بارے میں گرفتاری کے 24 گھنٹے کے اندر اس کے متعلقہ ادارے کو اس سرکاری ملازم کے خلاف کارروائی کی تفصیلات اور یہ تجاویز کہ اس ملازم کو اسکی ذمہ داریوں سے معطل یا تبادلہ اس جگہ سے جہاں یہ جرم سرزد ہوا یا کسی بھی عوامی ذمہ داری سے معطل کر دیا جائے جب تک ایسا سرکاری ملازم اس الزام سے بری نہ ہو جائے۔

دفعہ 8 تشدد کے لئے سزائیں:۔

کوئی بھی سرکاری اہلکار جو تشدد کا ارتکاب کرتا ہے یا اس کی اعانت کرتا ہے یا اس کے لئے ساز باز کرتا ہے تو اس کو وہی سزا دی جائے گی جیسا کہ مجموعہ تعزیرات پاکستان میں اس قسم کے ضرر کے لئے مقرر ہے مزید یہ کہ اس دفعہ کے تحت جرم قابل دست اندازی

(پولیس)، نا قابل راضی نامہ اور نا قابل ضمانت ہے۔

دفعہ 9 زیرِ تحویل شخص کی موت کے لئے سزا:

جو کوئی زیرِ تحویل شخص کی موت کے جرم کا ارتکاب کرتا ہے یا اسکی اعانت کرتا ہے یا اس کے لئے ساز باز کرتا ہے تو اس کو وہی سزا دی جائے گی جیسا کہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ 302 میں مقرر کی گئی ہے۔

دفعہ 10 زیرِ تحویل شخص سے زنا بالجبر کے لئے سزا:۔

جو کوئی زیرِ تحویل شخص سے زنا بالجبر کا ارتکاب کرتا ہے یا اس کی اعانت کرتا ہے تو، اس کے ساتھ ضابطہ زنا بالجبر کے ساتھ نمٹا جائے گا اور قانون کے تحت سزا دی جائے گی۔

دفعہ 11 بدنیتی پر مبنی شکایات دائر کرنے کی سزاء:

اگر شہادتوں سے ایسی شکایت جھوٹی ثابت ہوئے تو پھر اس کو ویسی ہی سزا دی جائے گی جیسا کہ اس قانون کی دفعہ 8 میں بتائی گئی ہے۔

دفعہ 12 اپیل:

اس قانون کے تحت دی گئی بریت یا سزا کے خلاف اپیل 30 دن اندر ہائی کورٹ میں دائر کی جا سکتی ہے۔

دفعہ 13 تفتیش، ٹرائل اور اپیل کی مدت:

اس قانون کے تحت جرائم کی تفتیش شکایت لگانے کے 30 دن کے اندر ہوگی۔ اگر اس مدت میں تفتیش مکمل نہیں ہوتی تو عدالت تحریری رپورٹ لے گی۔ اگر رپورٹ مکمل نہیں ہوتی تو ایجنسی اپنی عارضی رپورٹ عدالت میں جمع کروائے گی۔ عدالت با اختیار ہوگی کہ وہ ان معلومات پر ٹرائل کرے۔ ٹرائل چالان جمع ہونے کی تاریخ سے 3 ہفتہ میں مکمل ہوگا اور اپیل 30 دن میں مکمل ہوگی۔

دفعہ 14 اسپیشل پروٹیکشن (خصوصی تحفظ):

اس دفعہ کے تحت متاثرہ فرد یا مدعی یا کوئی گواہ جس کو ملزم کی طرف سے تشدد کا اندیشہ ہو وہ اپنی حفاظت کے لئے سیشن عدالت میں درخواست لگا سکتا ہے اور عدالت اس ضمن میں خصوصی احکامات 3 دن کے اندر صادر کرے گی۔

دفعہ 15: دیوانی remedy کی راہ میں حائل نہیں ہوگا:

یہ قانون متاثرہ فرد کو حاصل کسی دیگر دیوانی remedy کی راہ میں حائل نہیں ہے، یعنی متاثرہ اگر چاہے تو کوئی بھی دیوانی چارہ جوئی جو کسی بھی دیگر نافذ الوقت قانون کے تحت اسے حاصل ہو تو وہ اسے بھی استعمال کر سکتا ہے۔

دفعہ 16 وسعت پزیری:

سوائے کسی برعکس صورت کے، اس قانون کو تمام نافذ الوقت قوانین پر فوقیت حاصل ہوگی۔

دفعہ 18 حکومتی ذمہ داریاں:

اس دفعہ کے تحت حکومتی ذمہ داری ہے کہ وہ اس قانون کی آگاہی پیدا کرے گی۔

مزید پڑھیے http://www.na.gov.pk/uploads/documents/1632982253_871.pdf

تبصرہ؛

اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ ایک بہترین قانون ہے۔ پولیس کے ہاتھوں انسانی حقوق کی پامالی کو روکنے کے لئے یہ ایک اچھا قدم ہے۔ بنیادی طور پر یہ قانون وقت کی اہم ضرورت ہے۔ کیونکہ پاکستان میں تقریباً تمام ہی انتظامی ادارے انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں میں ملوث ہیں۔ لیکن محکمہ پولیس تو انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کے لئے ہراول دستہ کا کردار ادا کر رہا ہے۔ کمیشن برائے انسانی حقوق پاکستان کی رپورٹ کے مطابق سال 2018 میں صرف پولیس گردی کے کئی واقعات رپورٹ ہوئے جن کا تعلق پولیس تشدد، ہراسمنٹ، دوران حراست اموات، پولیس بلیک میلنگ، ایف۔ آئی۔ آر درج کرنے سے انکار اور پولیس کرپشن سے تھا۔ مزید دیکھئے

see at http://hrcp-web.org/hrcpweb/wp-content/uploads/2019/04/State-of-Human-Rights-in-2018-English-1.pdf page 82

یہ صرف سال 2018 کی بات نہیں ہے بلکہ ہر روز یہ واقعات رونما ہو رہے ہیں۔ کمیشن برائے انسانی حقوق پاکستان کی ایک حالیہ پریس ریلز کے مطابق گزشتہ برس اخباری اعداد و شمار کے مطابق حراست کے دوران 20 ہلاکتیں ریکارڈ ہوئی ہیں۔ حقیقت میں ایسی ہلاکتوں کی تعداد کہیں زیادہ ہے۔ مزید دیکھئے http://hrcp-web.org/hrcpweb/jpp-hrcp-call-on-government-to-criminalise-torture/

پاکستان میں لاء اینڈ آرڈر کے لئے ویسے تو کئی انتظامی ادارے اور ایجنسیاں ہیں مگر سب سے بڑا ادارہ یا زیادہ تر معاملات کو دیکھنے اور کنٹرول کرنے کا ذمہ دار پولیس کا محکمہ ہے۔ لیکن بعض اوقات یہ محکمہ یہ بات بھول جاتا ہے کہ اس کی ذمہ داری قانون کی حکمرانی قائم کرنا ہے، اپنی حکمرانی قائم کرنا نہیں۔ اس کا کام عوام کی خدمت ہے اپنی خدمت نہیں ہے۔ انتظامی معاملات اور فساد فی الارض کو روکنے کے لئے دیگر انتظامی اداروں کی طرح اس محکمہ کو کئی اختیارات حاصل ہیں۔ مگر اکثر پولیس کا ادارہ ان اختیارات کا بے جا استعمال کرتا ہے۔ مثلاً اس ادارے کو فوجداری قانون کے تحت محض شک کی بنا پر کسی بھی مشکوک کو 24 گھنٹوں کے لئے اٹھانے کی اجازت حاصل ہے۔ مگر اس اجازت کا یہ محکمہ بے دریغ استعمال کر رہا ہے۔

کئی بے گناہ افراد کو مشکوک قرار دے کر ان کو اپنی حراست میں لیتا ہے اور ان پر انسانیت سوز تشدد کر کے ان سے اپنی مرضی کا اقبالی بیان لینے کی کوشش کرتا ہے۔ اس طرح بقول پولیس کہ وہ لاء اینڈ آرڈر قائم کر رہا ہے۔ جبکہ حقیقت میں اصل ملزمان آزاد گھوم رہے ہیں اور بے گناہ پولیس کے تشدد کو برداشت کر رہے ہیں۔ پاکستان میں صرف لاء اینڈ آرڈر ہی نہیں بلکہ فوجداری مقدمات کا سارا دارومدار بھی پولیس اور اس کی گئی تفتیش پر ہوتا ہے۔ اگر پولیس ایمانداری سے مقدمات کی تفتیش کرے تو نہ تو ثبوت و شہادتیں ضائع ہوں نہ گواہ

خاموش رہیں اور نہ ہی انصاف میں دیر ہو۔ لیکن بدقسمتی سے پولیس کے بعض تفتیشی افسران یا تو نا اہل ہوتے ہیں اور نا اہلی کی بناء پر شہادتیں ضائع کر دیتے ہیں یا پھر رشوت خوری کر کے جان بوجھ کر شہادتیں ضائع کرتے ہیں۔اس سے وہ مظلوموں کا انصاف پر سے نہ صرف بھروسہ ختم کرتے ہیں بلکہ عدالتوں میں مقدمات کی درست پیروی نہ کر کے وقت بھی ضائع کرتے ہیں۔اسطرح ظالموں کا ساتھ دیتے ہیں جس سے ملک میں قانون کی حکمرانی قائم نہیں ہو پاتی۔

پولیس کے تفتیشی افسران کم وقت میں کسی بھی وقوعہ کی تفتیشی یا حقائق حاصل کرنے کے لئے بغیر ثبوت کے لوگوں کو محض شک کی بنا پر اپنی حراست میں لے کر ان لوگوں پر تشدد کر کے ان کو اپنے نہ کردہ گناہوں کو قبول کرنے کے لئے زور ڈالتی ہے۔بعض اوقات پولیس کا یہ تشدد تھرڈ ڈگری کا ہوتا ہے جس سے کئی لوگ اپنی جان سے بھی چلے جاتے ہیں۔ the Centre for Public Policy and Governance, Policing, Custodial Torture and Human Rights کی 2013 کی ایک رپورٹ کے مطابق پاکستان میں حراستی تشدد مقدمہ کی گواہی حاصل کرنے کا ایک ہتھکنڈہ ہے۔مزید دیکھیے https://www.thenews.com.pk/print/531583-custodial-crimno-legislation

یاد رہے کہ کچھ عرصے قبل ایوان میں ایسا ہی بل پیش کیا گیا تھا۔مگر اس وقت اس میں کچھ قانونی نقائص موجود تھے۔یعنی اس بل میں حراست کے دوران تشدد ،زنا اور موت وغیرہ کی سزا کی دفعات دی گئی تھی حالانکہ یہ ایک اسپیشل قانون ہے جس میں ان ضابطوں اور کارروائیوں کا ذکر ہے جو کہ دوران حراست تشدد وغیرہ کے مرتکب ملزمان کے خلاف برتے جائیں گے،جبکہ سزا دینا تعزیری قانون کا کام ہے۔یہی وجہ ہے کہ اس دوبارہ پیش کے گئے قانونی بل میں ان سزاؤں کو حذف کر دیا گیا ہے جس سے یہ قانون اب بہتر شکل میں سامنے آیا ہے۔

لہذا یہ قانون ایک بہترین قانون ہے اس سے حراستی اموات اور دوران حراست جنسی ہراسانی کی روک تھام میں مدد ملے گی ۔عوام کو اپنے حقوق کا پتہ چلے گا تو وہ پولیس کے ہاتھوں ہراساں ہونے سے بھی بچ جائیں گے۔اس قانون سے اب پولیس اہلکاروں کو ان کی غیر قانونی حرکات پر سزا ہوگی اور ساتھ ہی وہ اپنی نوکری سے بھی جائیں گے۔اس قانون سے تفتیش کا عمل بہتر ہو سکے گا اور اس سے قبل جو شواہد ضائع ہو جاتے تھے اب وہ عدالتوں تک پہنچ سکیں گے کیونکہ اب پولیس تفتیشی افسران کے پاس وقوعہ کو ثابت کرنے کا ایک ہی راستہ ہوگا کہ وہ حقائق و واقعات کو جائزہ لیں اور گواہان تلاش کر کے عدالتوں میں پیش کریں۔حکومتِ وقت کو بھی چاہیے کہ وہ پولیس تفتیشی افسران کی جدید بنیادوں پر تربیت کا ماہانہ انتظام کرے۔انکی تنخواہوں میں خاطر خواہ اضافہ کرے۔تھانوں میں سہولتوں میں اضافہ، پولیس کی ڈیوٹی کے اوقات کار مقرر کرے۔تاکہ محض ان چیزوں کی وجہ سے پولیس کو ملزم پر تشدد کر کے ہی تفتیش نہ کرنی پڑے بلکہ وہ بھی ایسے شواہد و ثبوت تلاش کر سکیں جن سے کسی ملزم کو مجرم ثابت کیا جا سکے۔

References:

https://www.thenews.com.pk/print/531583-custodial-crimes-no-legislation

http://hrcp-web.org/hrcpweb/wp-content/uploads/2019/04/State-of-Human-Rights-in-2018-English-1.pdf page 82

Analysis made by:

Women Islamic Lawyers' Forum (WIL Forum)

Karachi.

Research Department Team:

Advocate Talat Yasmeen

Advocate Afshan Saleem

Advocate Rahila Khan